العصر ریسرچ جرنل

AL-ASR Research Journal

Publisher: Al-Asr Research Centre, Punjab Pakistan
E-ISSN 2708-2566   P-ISSN2708-8786
Vol.02, Issue 03 (July-September) 2022
HEC Category "Y"
https://alasr.com.pk/ojs3308/index.php/alasar/index

Title Detail

Urdu/Arabic: اسلامی علم تصوف اور جدید دور کی اصطلاح صوفی ازم (Mysticism) کی حقیقت

English: Islamic Science of Tasawwuf and reality of modern-age term Sufism/Mysticism

Author Detail

1. Shoaib Ali
Ph.D Research Scholar, Department of Islamic Studies,
NUML University Islamabad
Email: Shoeb.ali786@yahoo.com

2. Prof. Dr. Muhammad Baqir Khakwani
Retd. Professor Department of Islamic Thought History & Culture
Allama Iqbal Open University Islamabad
Email: mbaqirkhakwani@gmail.com

Citation:

Shoaib Ali, and Prof. Dr. Muhammad Baqir Khakwani. 2022. " اسلامی علم تصوف اور جدید دور کی اصطلاح صوفی ازم (Mysticism) کی حقیقت: Islamic Science of Tasawwuf and Reality of Modern-Age Term Sufism/Mysticism". AL- ASAR Islamic Research Journal 2 (3). https://alasr.com.pk/ojs3308/index.php/alasar/article/view/64.

Copyright Notice:
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 3.0 License.

اسلامی علم تصوف اور جدید دور کی اصطلاح صوفی ازم(Mysticism) کی حقیقت

Islamic Science of Tasawwuf and reality of modern-age term Sufism/Mysticism

Shoaib Ali
Ph.D Research Scholar, Department of Islamic Studies,
NUML University Islamabad
Email: Shoeb.ali786@yahoo.com

Prof. Dr. Muhammad Baqir Khakwani
Retd. Professor Deptt of Islamic Thought History & Culture
Allama Iqbal Open University Islamabad
Email: mbaqirkhakwani@gmail.com

ABSTRACT

It is worth mentioning that mysticism or Sufism and Islamic Tasawwuf are two separate ideas. No any authentic scholar of Islam has mentioned the term Sufism or Mysticism in their writings nor the earliest Sufis ever used the terms Sufism or Mysticism in their writings. Moreover, the earliest sufis also neither studied Greek, Hindi, Christian and Jewish Sufism nor ever they availed their philosophical terms and views. However, the terms Mysticism and Sufism were coined in eighteenth century by Western colonial powers in order to damage the Islam. The Suffix "ism" refers to a theory, doctrine, religion which introduced into English language through Italian language.

Some academics contend that Tasawwuf is less likely to be influenced by other faiths. It's more Islamic in nature. Because Sufis derive their roots from Islamic doctrine. Tasawwuf is a manner of engaging in religious spirituality while adhering to the guidelines of Islamic doctrine. The "ism" is a body of ideas that incorporates influences from a number of other religions. However, there is significant distinction between mysticism, sufism, and Islamic tasawwuf.

Keywords: Sufism, Tasawwuf, Mysticism, Quran, Sunnah, purification, tazkia

تعارف:

اسلام ایک دین اور مکمل ضابطہ حیات ہے یعنی یہ ایک انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی گزارنے کا آسان، فطری اور اس کی ترقی کا ضامن کامل، اکمل اور مکمل طریقہ پیش کرتا ہے۔ اس کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ اس نے اپنے ماننے والوں جنہیں مسلمان یا مسلم کہا جاتا ہے کی زندگیوں کو کامیابی سے گزارنے کے لیے مختلف نظام ترتیب دیئے ہیں۔ ان

نظاموں میں سیاسی نظام، معاشی نظام، معاشرتی نظام، قانون نظام، دستوری نظام، روحانی نظام اور نظام عبادات بہت اہم اور معروف ہیں۔ ان بیان کردہ نظام اور مزید نظاموں کی ایک واضح وظاہر خصوصیت یہ ہے کہ ان تمام نظم کی بنیاد قرآن وسنت پر ہو گی یعنی ان کے تمام احکام اور ان کی تمام ہدایات کا بنیادی ماخذ (Source) قرآن وسنت ہو گا۔ اگر کوئی نظام ان بنیادوں اور ان مآخذ پر قائم نہیں اور ان سے ہٹ رہا ہے تو وہ اسلامی نظام کی شاخ شمار نہیں ہو گا بلکہ ایک غیر اسلامی نظام تصور ہو گا۔[۱]

اسلام نے اپنی ابتداء یعنی رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی سے بے شمار ایسے علوم سے اقوام عالم کو روشناس کرایا جن کا وجود مسلمانوں سے قبل اس دور کی اقوام میں نہیں تھا، بلکہ آج تک وہ علوم دنیا ارضی کے کسی قوم یا مذہب میں موجود نہیں۔ ان علوم میں علوم القرآن جو ساٹھ کی تعداد میں ہیں، علوم الحدیث جو ایک سو کی تعداد میں ہیں، علم فقہ و اصول فقہ، علم سیرۃ النبی ﷺ، علم اصول تاریخ، علم الکلام و تصوف ابھی تک کسی قوم یا مذہب میں موجود نہیں ہیں۔[۲]

یہ دعویٰ دور حاضر کے تناظر میں اقوام عالم کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے کہ اگر کسی مذہب، قوم، ملت یا دور حاضر کے جدید نظریات سوشلزم، کمیونزم، سرمایہ داری وغیرہ کی بنیادی کتب کی کوئی تفسیر، تشریح یا توضیح کی گئی ہو یا کی جارہی ہو اور اس نظریہ، لائحہ عمل یا مذہب کے بانی کے اقوال، افعال اور سکوت (تقریر) مصدقہ تحقیقی اصولوں کے مطابق موجود ہوں تو وہ پیش کرے تاکہ اس دعویٰ کی تصحیح ہو سکے۔

تصوف کی حقیقت تک پہنچنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین ہو جانی چاہیے کہ مسلمانوں کے نبی محمد ﷺ ایک ایسا دین قیم لے کر مبعوث ہوئے ہیں جس میں ایک مکمل اور جامع نظام زندگی موجود ہے اور اس نظام کی بنیاد وحی الٰہی ہے نہ کہ انسانی عقلِ خام۔ اس نظام میں جہاں انسان کی مادی، جسمانی اور تمدنی زندگی کے لیے ہدایات ہیں وہیں اس کی روحانی، اخلاقی اور تہذیبی زندگی کے لیے بھی قیامت تک ہر دور کے تقاضوں کے مطابق انسانی فطرت کو مد نظر رکھتے ہوئے رہنما اصول موجود ہیں۔ اس کی ایک اہم خوبی یہ بھی ہے کہ اس دین نے انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں نوع انسانی کو بہترین طریقہ سے کامیاب زندگی گزارنے کے لیے فطری و آسان اصول و ضوابط مہیا کیے ہیں۔ زندگی گزارنے کے تمام اصول و ضوابط خواہ وہ معاشرتی ہوں، معاشی ہوں، سیاسی ہوں، قانونی ہوں یا ان کا تعلق اخلاقیات اور تہذیب و تمدن کے انفرادی، اجتماعی، قومی یا بین الاقوامی امور سے ہو، اس کے اپنے بنائے ہوئے ہیں، ان کی بنیاد قرآن وسنت ہے اور ابتداء اسلام سے آج تک اپنے ان اصول و ضوابط میں یہ کسی اور نظریہ کا محتاج نہیں ہوا۔

سابقہ تحقیقات کا جائزہ:

اسلام میں تصوف کوئی نیا نظریہ، نیا مذہب، نئی تہذیب، نیا تمدن یا نیا فلسفہ نہیں بلکہ اس کا نام اس کے ابتدائی دور سے "علم تصوف" تھا اور یہ ابتداء اسلام سے بقیہ اسلامی علوم جن کا ذکر سابقہ سطور میں ہے کی ایک شاخ تصور ہوتا تھا۔ اس سلسلے میں سابقہ تحقیقات کا جائزہ لیتے ہوئے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ مولانا ز کریا نے اس علم کی تعریف اس طرح کی ہے:

"تصوف وہ علم ہے جس سے تزکیہ نفوس، تصفیہ اخلاق اور تعمیر ظاہر و باطن کا علم ہوتا ہے۔"[۳]

مولانا رشید احمد گنگوہی کی رائے میں، صوفیاء کا علم نام ہے ظاہر و باطن علم دین اور قوت یقین کا اور یہی اعلیٰ علم ہے۔[۴]

سابقہ تحقیق کے سلسلے میں دور حاضر کے صوفی بزرگ خواجہ شمس الدین عظیمی اس طرف مائل ہیں کہ ایک علم ظاہری ہے۔ دوسرا علم باطنی ہے۔ ظاہری علم معیشت و معاشرت کا علم ہے اور باطنی علم تصوف ہے۔ مزید ان کی رائے یہ ہے کہ ایک علم قیاسی ہے اور دوسرا غیر قیاسی یعنی حقیقی ہے، غیر قیاسی علوم باطنی علوم ہیں۔ ان باطنی علوم کو تصوف کہتے ہیں، تصوف یا روحانی علوم سیکھنے کے بعد انسانی شعور غیب کی دنیا کو دیکھ لیتا ہے اور انسان کو ایمان یعنی یقین حاصل ہو جاتا ہے۔[۵]

علم تصوف علوم اسلامیہ کی ایک قسم:

حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش کی رائے میں انسان کو امور الٰہی اور اللہ کی معرفت کا علم ہونا ضروری ہے اور انسان پر مصلحت وقت کا علم بھی فرض ہے۔ پس علم حقیقت کے تین رکن ہوئے۔ اول ذات الٰہی کا علم دوم صفات الٰہی کا علم سوم افعال الٰہی اور ان کی حکمت کا علم۔ انہوں نے اپنی کتاب کا پہلا باب اور اس کی تمام فصول کو نبوت، علم اور علم کی اقسام سے مزین کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ تصوف بھی ایک علم ہے اور علوم اسلامیہ کی ایک شاخ ہے۔[۶]

آپ مزید فرماتے ہیں جو شخص علم شریعت سے واقف نہیں اس کا دل نادانی کی بیماری میں مبتلاء ہے اور جو آدمی اللہ کا علم یعنی علم تصوف، علم طریقت و معرفت اور حقیقت کے علم سے آگاہ نہیں ہے اس کا دل جہالت کی وجہ سے مردہ ہے۔[۶-A]

امام ابو القشیری اسی رائے کے حامل ہیں کہ تصوف وہ علم ہے جس کے ذریعہ تزکیہ نفس، تصفیہ اخلاق اور اپنے ظاہر و باطن کی صفائی کی جاتی ہے۔[۷]

شاہ ولی اللہ کے نزدیک، دین محمدی ﷺ کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک ظاہری اور دوسری باطنی، دین کی باطنی حیثیت تصوف ہے۔[۸]

قاضی زکریا انصاری رسالہ قشیریہ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ تصوف وہ علم ہے جس سے تزکیہ نفوس، اخلاق کی پاکیزگی اور ظاہر و باطن کی تعمیر کے احوال کی معرفت ہوتی ہے اور اس کے مسائل وہ ہیں جو اس علم کی کتابوں میں اس علم کے مقاصد کے طور پر مذکور ہیں۔[۹]

دور حاضر سے لے کر دور قدیم تک کے تمام علماء کرام اور صوفیاء نے اسے ایک "علم" اور علوم اسلامیہ کی ایک شاخ یا اس کا ایک جزء گردانا ہے۔ کسی نے بھی اسے نیا مذہب، مختلف مذاہب و نظریات کے ابدی حقائق کا ملغوبہ، نئی تہذیب، نیا تمدن، وحدت ادیان کا داعی، نیا نظریہ یا ایسا علم جس کی اپنی علیحدہ بنیادیں ہوں یا اس کے مأخذ یا بنیادی اصول و ضوابط کسی اور قوم، مذہب یا تہذیب سے مستعار لیے گئے ہوں، شمار نہیں کیا۔ مزید یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ اس علم تصوف کا بقیہ علوم اسلامیہ کے ساتھ تعلق کس طرح ہے۔

علم تصوف کا بقیہ علوم اسلامیہ سے تعلق:

مولانا اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں کہ شریعت اسلامیہ کا وہ جزء جو اعمال باطنی سے متعلق ہے تصوف و سلوک اور وہ جزء جو اعمال ظاہری سے متعلق ہے فقہ کہلاتا ہے۔ اس کا موضوع تہذیب، اخلاق اور غرض رضاء الٰہی ہے اور اس کے حصول کا ذریعہ شریعت کے احکام پر پوری طرح چلنا ہے۔ اس لیے تصوف و طریقت دین و شریعت کے قطعاً منافی نہیں بلکہ ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ صوفی بنے، کیونکہ اس کے بغیر فی الواقع ہر مسلمان، مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں رہتا۔[۱۰]

امام مالک بن انس فرماتے ہیں کہ جس نے علم فقہ حاصل کیا اور تصوف کو نہ اپنایا وہ راہ راست سے دور ہو گیا اور جس نے صرف تصوف کو اپنایا اور علم فقہ حاصل نہ کیا وہ گمراہ ہو گیا اور جس نے ان دونوں علوم کو حاصل کر لیا وہ راہ حق پا گیا۔[۱۱]

حضرت جنید بغدادیa کی رائے میں تصوف، طریقت و حقیقت یا راہ سلوک کو وہی شخص حاصل کر سکتا ہے جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن مجید ہو اور بائیں ہاتھ میں رسول اللہ ﷺ کی سنت ہو، وہ ان دونوں کی روشنی میں بڑھے تاکہ شبہات کے گڑھوں اور بدعات کے اندھیروں میں نہ گرے۔[۱۲]

شیخ عبد الحق محدث دہلویa اس طرف مائل ہیں کہ دین اور دین کے کمال کی بنیاد و اساس علم فقہ، علم کلام اور علم تصوف پر ہے۔ یہ تینوں علوم باہمی لازم و ملزوم ہیں اور ایک دوسرے کے بغیر کوئی بھی کامل و مکمل نہیں ہو سکتا۔[۱۳]

شیخ عبد الحق اپنی ایک کتاب "مرج البحرین" میں تصوف اور طریقت کے مآخذ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہماری طریقت کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے، جو ان کی مخالفت کرتا ہے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ہم اسے رسول

اللہ ﷺ کے احکام کا منکر تصور کرتے ہیں۔ جو شخص قرآن و حدیث پر غور و فکر نہیں کرتا، علماء و فقہاء کی صحبت سے دور رہتا ہے وہ بے ادب ہے اور وہ تباہ و برباد ہو گیا۔ (۱۴)

مجدد الف ثانی مکتوبات میں اسلامی تصوف کی حقیقت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ شریعت کے تین جزء ہیں: ۱۔ علم، ۲۔ عمل، ۳۔ اخلاص۔ طریقت اور حقیقت دراصل تیسرے جزء اخلاص کے کامل کرنے میں شریعت کی خادم ہیں۔ یعنی ان دونوں کی تکمیل سے مقصود شریعت کی تکمیل ہے نہ کوئی اور امر اس کے علاوہ مطلوب ہے۔ تمام سعادتوں کا سرمایہ سنت رسول اللہ ﷺ یعنی شریعت کی متابعت ہے اور تمام فساد کی جڑ شریعت کی مخالفت ہے۔ (۱۵)

علم تصوف کا مقام اور اس کی اپنی بنیادیں:

ان تمام صوفیاء کرام کی آراء کا مطالعہ کرنے کے بعد اب یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ تصوف بھی علوم اسلامیہ کا ایک حصہ ہے اور اس کے مآخذ بھی بقیہ علوم اسلامیہ کی طرح قرآن و سنت نبوی ﷺ ہیں۔ تصوف علوم اسلامیہ کے نورانی زنجیر کی ایک کڑی ہے اور یہ کوئی نیا علم، نیا نظریہ، ادیان سابقہ کے مختلف نظریات کا مجموعہ یا کوئی نئی تہذیب و تمدن نہیں جس کی جڑیں اور بنیادیں کچھ اور ہوں اور اس کے نتائج شریعت سے متصادم یا اس کی شاخیں یا پھل شریعت اسلامیہ کی ہدایات یا مزاج کے برعکس ہوں۔

یہاں یہ امر بھی واضح ہو جانا چاہیے کہ علم تصوف یا اسلامی تصوف کی بنیاد قرآن، حدیث و سنت اور آثار صحابہ کرامy ہے۔ صوفیاء کرام اپنے ہر عمل کا جواز قرآن و سنت پر پیش کرتے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ تصوف کی بنیادی کتب ابو النصرaالسراج کی "اللمع فی التصوف" ملا عبد الرحمانa جامی کی "نفحات الانس" علی ھجویریa کی "کشف المحجوب" ابو القاسمa کی "رسالہ قشیریہ" امام غزالیa کی "المنقذ فی الضلال" نظام الدین اولیاء اللہa کی "فوائد الفواد" شاہ ولی اللہ کی "اللمعات" شیخ احمد سرہندی کی "مکتوبات ربانی" کا بالاستیعاب مطالعہ کریں، تمام کتب قرآن و سنت، صحابہ کرام اور علماء سلف کے حوالہ جات سے بھری ہوئی ہیں اور ان تمام نے اس علم تصوف کو علوم اسلامیہ کی ایک شاخ اور اس کا ماخذ قرآن و سنت گردانا ہیں۔ کسی ایک نے بھی اسے صوفی ازم یا(Masticism) کا نام نہیں دیا۔

ان کا یہ دعویٰ یا موقف اور اس پر اتفاق اجماع صوفیاء کا درجہ رکھتا ہے۔ جس طرح اجماع امت حجت ہے، اسی طرح علم تصوف میں اجماع صوفیاء بھی حجت ہے۔

ان تمام کتب میں کہیں بھی علم تصوف کو یونان، ہند، روم، عیسائیت یا یہودیت، وغیرہ کی طرف منسوب یا اس کا ماخذ قرآن و سنت کے علاوہ کوئی اور قرار نہیں دیا گیا ہے۔

جس طرح بقیہ علوم اسلامیہ میں ہم ان کی مختلف اصطلاحات ومباحث اور مختلف عادات وخصائل کا مطالعہ کرتے ہیں جو ان علوم کے ماہرین نے مرتب کی ہیں اسی طرح علم تصوف کے ماہرین نے اپنے علم کی مختلف اصطلاحات ومباحث متعین کی ہیں۔ جو ذرہ برابر بھی قرآن وسنت یا خیر القرون کی ہدایات سے تجاوز نہیں کر رہیں۔ جس طرح علم الحدیث میں محدث، حافظ اور امیر المؤمنین کی اصطلاحات ہیں یا علم فقہ میں فقیہ، مفتی، مجتہد یا مجتہد مطلق وغیرہ کی اصطلاحات دور نبوی ﷺ، دور صحابہ یا خیر القرون میں اس طرح عام اور مقبول نہیں تھی اور بعد میں مروج ہوئیں اور اس علم کے ماہرین میں قبولیت حاصل کر کے اجماع امت کا مقام حاصل کر گئیں۔ اسی طرح علم تصوف کے ماہرین نے بھی اپنی اصطلاحات وضع کیں اور وہ بھی قبولیت حاصل کر گئیں لیکن کلی یا جزئی طور پر ابتدائی زمانہ میں اس علم کی کوئی اصطلاح شریعت اسلامیہ سے متصادم یا اس کے خلاف نہیں تھی۔

صوفی ازم یا(Masticism) کی حقیقت:

امت اسلامیہ کے دور زوال یعنی اٹھارویں صدی عیسوی میں مغربی سامراجی غلبہ کے بعد اسلام دشمنی پر مبنی سامراجی عزائم کی تکمیل کے لیے علم تصوف کی جگہ اس کو اسلام یا شریعت کے مقابل ایک نئے نظریہ کے طور پر پیش کرنے کے لیے صوفی ازم (Sofism) یا((Masticism) کی اصطلاح وضع کی گئی۔ اس صدی سے قبل تصوف کی کسی کتاب یا افادات یا کسی اور مقام پر یہ لفظ نہ مروج تھا اور نہ ہی مسلمان اس سے آشناء تھے۔[١٦]

علم تصوف کا تعلق بقیہ علوم اسلامیہ سے توڑنے اور اُسے اسلام کے مقابلے میں نئے نظریہ کے طور پر پیش کرنے اور اسلام ومسلمانوں کا غلبہ ختم کرنے کے لیے ایک اور اصطلاح سیاسی اسلام وضع کی گئی۔ اس سیاسی اسلام کی بیخ کنی کرنے اور مسلمانوں کو مغلوبیت، محکومیت، غلامی، بے یقینی میں پختہ کرنے، غلبہ اسلام سے ہمیشہ کے لیے متنفر کرنے، علوم اسلامیہ کی روشنی سے بعید تر کرنے کے لیے سیاسی اسلام (حکومت اسلامیہ کے قیام) کے مقابلہ میں صوفی ازم اور (Maysticism) کی اصطلاح کو ان مغربی استعماری قوتوں نے روشناس کرایا۔ اسلامی ممالک پر اپنے غلبہ کو مستحکم کرنے کے لیے انہوں نے اپنی قوت واقتدار کو استعمال کرتے ہوئے مسلمانوں میں سے ہی اس اصطلاح صوفی ازم کے پرچار کرنے والے افراد، اہل علم سکالرز اور صوفیاء سابقہ کی وضع قطع کے حامل لوگ تیار کیے۔ جنہوں نے اولین طور پر شرعی وضع قطع کے حامل ہو کر اس نظریہ کی پرچار کی اور آخر کار پھر تمام صوفیاء کرام کے گدی نشین اور ورثاء وہ لوگ آ گئے جن کا شریعت، طریقت، علوم اسلامیہ یا اسلامی تہذیب وتمدن سے کوئی دور کا واسطہ بھی نہ تھا اور زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن کے مصداق انہوں نے اس صوفی ازم کے استعماری نظریہ کی آبیاری کر کے استعماری راج کے خون آشام پنجوں میں مکمل طور پر مسلمانوں کو جکڑنے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ اس کے ساتھ

علم کی نفی کی گئی شریعت کو ایک بوجھ قرار دیا گیا، تبلیغ دین اور جہاد اسلام کو ایک غیر انسانی نظریہ قرار دیا، صوفی ازم کو اسلام، عیسائیت، یہودیت، ہندومت، یونانی ورومی فلسفہ کا چربہ شمار کرکے تمام مذاہب کا مجموعہ بنا کر صوفی کو اس کا داعی قرار دیا گیا۔ یعنی وحدت ادیان کا نیا نظریہ پیش کیا گیا۔

صوفی ازم (Sofism) کا پرچار:

تمام سابقہ مسلم صوفیاء کرام کی زندگیوں کو انہیں جدید پیمانوں کے ذریعہ روشناس کرا کر انہیں خاک کی آغوش میں تسبیح ومناجات اور رہبانیت کا داعی قرار دے کر اسلامی تصوف یا علم تصوف کی بجائے استعماری تصوف اور تصوف کے درآمد شدہ مغربی تصور سے انہیں مغربی استعماری قوتوں اور مغربی سکالرز کے ذریعہ مسلمانوں کو روشناس کرانے کی اٹھارویں صدی عیسوی سے تادم حاضر کوششیں جاری ہیں۔ ان کی تمام سامراجی مساعی کی عینی شہادت آج بھی برصغیر کے تمام اہم سابقہ صوفیاء کرام اور سلاسل ہائے تصوف کے بانی اور برصغیر کو دارالاسلام بنانے والی شخصیات کے دور حاضر میں گدی نشین، سجادہ نشین، صاحبزادگان، پیرزادوں وغیرہ ہم کی زندگیوں اور سیرت وصورت کا مطالعہ کرکے حاصل کی جاسکتی ہے۔

اب اکیسویں صدی کے شروع سے اس کے تیسرے عشرہ تک نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ جامعات اور مزید علمی مراکز میں بھی صوفی ازم کی اصطلاح کو مقبولیت حاصل ہوئی۔ غیر مسلم این جی او (N.G.Os) کی مالی مدد سے مختلف مقامات پر اس نئے نظریہ کے پرچار و اشاعت کے لیے کانفرنسوں، عملی سیمناروں اور متعدد مذاکرات کا باقاعدہ اہتمام کرکے اس اصطلاح صوفی ازم کو اصل سابقہ اصطلاح علم تصوف کے مقابلے میں مروج کرنے کی جدوجہد جاری ہے۔ مزید یہ بھی کہ اس اصطلاح کا علوم اسلامیہ سے تعلق توڑ کر اسے ایک نئے ملغوباتی نظریہ کے طور پر متعارف کرانے کی کوششیں جاری وساری ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ انگلش میں ازم (Ism) اسم ہے اور اس سے مراد کوئی خاص مذہب (Religion) نظریہ (Theory) یا نیا اصول (Doctrine) ہے۔ گویا کسی نئے علم، نظریہ، مذہب، فلسفہ وغیرہ کو ازم (Ism) کہتے ہیں جیسے ہندوازم، سکس ازم، بدھ ازم، سوشل ازم وغیرہ۔ اسی طرح انگلش میں صوفی کا ترجمہ میسٹس (Mystic) کیا گیا ہے جس کا معنی باطن، مخفی، یا پوشیدہ ہے۔ گویا کہ پر اسرار، رازبستہ انسان صوفی (mysterious) کہلاتا ہے۔ یہ لفظ یونانی لفظ Suffix سے انگریزی میں لاطینی کے ذریعہ داخل ہوا۔ یہ لفظ "mysticism" 1680 میں انگریزی میں معروف ہوا اور پھر پورے یورپ میں معروف ہو گیا۔ گویا کہ انگریزی لفظ "Mysticism" کا معنی علم باطن،

رازیت، مخفی راز، چیستاں، پر اسراریت بنتا ہے اور یہ لفظ اپنے اندر ایک مکمل نظریہ، ایک جامعہ لائحہ عمل، اور ایک مکمل ضابطہ رکھتا ہے۔[۱۷]

سترہویں صدی میں مسلمانوں کا زوال اور مغربی اقوام کا عروج شروع ہوا تو علمی سطح پر مسلمانوں کو بانجھ اور اپاہج کرنے کے لیے ان سامراجی قوتوں کے ذریعے بہت سے طریقہ آزمائے گئے۔ ان طریقوں میں ایک اس علم تصوف جس کے ذریعہ صوفیاء کرام نے شہر شہر، گاؤں گاؤں، بستی بستی، قریہ قریہ، کوچہ کوچہ میں اسلامی علوم کا پرچار کر کے اسلام کو ایک عالم گیر مذہب کا مقام عطا کیا تھا، کو زنگ آلود اور اسے اپنی حقیقت سے بہت دور لے جانے کے لیے صوفی ازم کا نام دے کر اسے تمام اقوام و مذاہب کی پر امن تعلیمات کا مجموعہ قرار دے کر اسلام کے مقابلے میں ایک نئے نظریہ کے طور پر متعارف کرایا۔ پھر صوفی ازم کے نظریہ جو اسلام کی تعلیمات کے مکمل مخالف ہے کو حکومتی طاقت و قوت کے ذریعہ سے مسلمانوں میں مروج کرنے کا باقاعدہ آغاز کیا گیا۔

اسلامی اصطلاحات کے انگریزی زبان میں ترجمہ کی حقیقت:

علمی طور پر علوم اسلامیہ کی تمام اصطلاحات کو انہیں الفاظ میں انگریزی زبان میں مروج کیا جائے گا، ان کا انگریزی میں ترجمہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ انگریزی ترجمہ اس علمی اصطلاح کی حقیقت و ماہیت کی ترجمانی نہیں کر سکتی، اس وجہ سے قرآن مجید کو "Quran" کہا جائے گا(The Book) نہیں کہا جائے گا۔ سنت کو "Sunnah" کہا جائے گا اس طرح حدیث، فقہ، علم الکلام اور قرآنی سورتوں کے نام وہی رکھے جائیں گے جو کہ مسلم اہل علم میں مروج اور ان پر ان کا اجماع صریحی یا سکوتی ہے اور ان کا انگریزی زبان میں ترجمہ کر کے نئے ناموں سے نہیں پکارا جائے گا۔ یہی صورت حال علم تصوف کی ہے۔ اس مقالہ کے ابتدائی صفحات کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ اصطلاح مسلمانوں کی اپنی ہے اور انہوں نے کسی یونانی، رومی، ہندی، عیسائی یا یہودی فلسفہ سے اخذ نہیں کی۔ اس علم کی بنیادی بھی وہی ہیں جو دوسرے علوم اسلامیہ کی ہیں اور جس طرح علم تفسیر، فقہ، حدیث، کلام، تاریخ کے ائمہ کرام نے یونان، روم، مصر، ہندو جین وغیرہ جا کر وہاں سے کچھ علم حاصل کر کے، ان علوم کی بنیادیں نہیں رکھیں، اسی طرح ہمارے متصوفین یا صوفیائے کرام نے بھی کسی عیسائی، یہودی، ہندو وغیرہ سے تعلیم حاصل کی ہے اور نہ ہی ان کی صحبت سے کوئی فیض حاصل کیا ہے۔ اس لیے یہ علم بھی اس اصطلاح علم تصوف(Knowledge of Tasawuf) ہی کہلائے گا اور صوفی ازم یا"Mysticism" نہیں کہلایا جا سکتا اور یہ ایک مسلّم امر ہے کہ انگریزی کی اصطلاحات ہمارا علم تصوف نہیں بلکہ کچھ اور چیز ہے۔[۱۸]

اسلامی تصوف:

اسلامی تصوف کی بنیاد آٹھ چیزوں پر ہے، ۱: سخاوت ابراہیمu۔ ۲، رضائے اسماعیلu، ۳: صبر ایوبu، ۴: مناجات زکریاu، ۵: غربت یحییٰu۔ ۶: خرقہ پوشی موسیٰu، ۷: سیاست و تجرد عیسیٰu، ۸: فقر سیدنا محمد ﷺ۔

ان تمام صوفیاء کرام کی رائے میں یا علم تصوف کی روشنی میں یہ علم آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے۔ ۱۔ سخاوت، ۲۔ رضا۔ ۳۔ صبر ۴۔ ایثار۔ ۵۔ غربت۔ ٦۔ صوف (سادہ کپڑے) پہننا ۷۔ سیر و سیاحت۔ ۸۔ فقر۔ (۱۹)

اسلامی تحریک تصوف کی ان واضح تعلیمات کے باوجود ایک گروہ کے نزدیک تزکیہ نفس کا مقصد یہ رہا ہے کہ اس زندگی میں مشاہدہ حق نصیب ہو جائے اور ایمان بالغیب کے مقام سے ترقی کر کے ایمان بالشہادت کی دولت حاصل ہو۔ ظاہر نظر میں یہ ایک بلند ترین اور پاکیزہ ترین مقصد ہے لیکن قرآن نے کہیں ہم کو یہ تعلیم نہیں دی کہ ہم اسے مقصد قرار دے کر اپنی کوشش اس راہ میں صرف کریں بلکہ اس کے برعکس اگر ہم بطور خود اسے مقصود قرار دے بھی لیں تو قرآن ہمیں یقین دلاتا ہے کہ یہ گوہر مقصود اس زندگی میں نبی کے سوا کسی کے ہاتھ نہیں آ سکتا۔

(عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا o اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا o لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ) (الجن: ٦٢۔ ٨٢)

"یعنی حقائق غیب کا جاننے والا اللہ ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا بجز اس رسول کے جس کو اس نے خود منتخب کیا ہو، پھر وہ اس کے آگے اور پیچھے نگرانی کرنے والے فرشتے لگا دیتا ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لیے کہ ان رسولوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں۔"(۲۰)

علم تصوف میں صوفیاء کی خصوصیات:

صوفی ازم کے برعکس اسلامی علم تصوف کی روشنی میں صوفیاء نے تبلیغ دین اور اصلاح بین الناس کا فریضہ سر انجام دینا ہوتا ہے، اس لیے ان کو عالی ظرف اور فراخ حوصلہ ہونا چاہیے، ہمدرد خلائق اور خیر خواہ انسانیت ہونا چاہیے، کریم النفس اور شریف الطبع ہونا چاہیے، شیریں کلام اور نرم خو ہونا چاہیے۔ صوفیاء کرام ایسے لوگ ہونے چاہئیں جن سے کسی کا شر کا اندیشہ نہ ہو اور ہر کوئی ان سے خیر ہی کا متوقع ہو۔ جو اپنے حق سے کم پر راضی ہوں اور دوسروں کو ان کے حق سے زیادہ دینے پر تیار رہیں۔ جو برائی کا جواب بھلائی سے دیں یا کم از کم برائی سے نہ دیں جو اپنے عیب کے معترف اور دوسروں کی بھلائی کے قدر دان ہوں۔ جو اتنا بڑا دل رکھتے ہوں کہ لوگوں کی کمزوریوں سے چشم پوشی کر سکیں، قصوروں کو معاف کر سکیں، زیادتیوں سے درگزر کر سکیں اور اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام نہ لیں۔ جو خدمت لے کر نہیں خدمت کر کے خوش ہوتے ہوں، اپنی غرض کے لیے نہیں بلکہ دوسروں کی بھلائی کے لیے کام کریں۔ ہر تعریف سے بے نیاز اور ہر مذمت سے بے پرواہو کر اپنا فرض انجام دیں اور اللہ کے سوا کسی کے اجر پر نگاہ نہ رکھیں۔

جو طاقت سے دبائے نہ جاسکیں، دولت سے خریدے نہ جاسکیں، مگر حق اور راستی کے آگے بے تامل سر جھکادیں۔ جن کے دشمن بھی ان پر یہ بھروسہ رکھتے ہوں کہ کسی حال میں ان سے شرافت و دیانت اور انصاف کے خلاف کوئی حرکت سرزد نہیں ہوسکتی، یہ دلوں کو موہ لینے والے اخلاق ہیں اور یہی مذہبی رواداری کا مظہر ہیں اور اس رواداری کی وجہ سے صوفیاء کرام نے اس دنیامیں تبلیغ دین کے میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اور اس نبوی اخلاق کی وجہ سے ان کی کاٹ تلوار کی کاٹ سے بڑھ کر ان کا سرمایہ سیم وزر کی دولت سے گراں تر ہے۔ (۲۱)

علم تصوف میں صوفیاء کے ائمہ اور اُن کی ذمہ داری:

اس علم کی بنیاد تو قرآن و سنت ہے اور اس کے ائمہ کرام رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام ہیں جن کے سرخیل انبیاءo کے بعد بہترین خلق اہل تجربہ کے سردار، ارباب تفرید کے بادشاہ حضرت ابو بکر صدیقt ہیں اور ان کے جانشین اہل احسان کے مقتداء، اہل تحقیق کے امام حضرت عمرt بن خطاب ہیں اور ان کے بعد حیاء کا خزانہ عثمان بن عفانt ہیں اور دریاءبلاء کے غریق اور آتش ولایت کے حریق حضرت علی المرتضیٰt ہیں۔ (۲۲)

اسلام میں صوفیاء کرام کی ذمہ داری یہ تھی کہ جس طرح حضرت علی ھجویری برصغیر کے شہر لاہور میں قیام کیا۔ اسلام کی تبلیغ کی آپ کے ہاتھ پر لاہور کا ہندو راجہ مسلمان ہوگیا۔ آپ نے لاتعداد غیر مسلموں کو دعوت دین کے کر مسلمان کلمہ گو بنایا۔ اسلامی تصوف کو رواج دیا اور اس کفرستان میں اسلامی شمع روشن کی۔ اسی طرح حضرت مجدد الف ثانیa نے مغلیہ شہنشاہ جہانگیر کو سجدہ تعظیمی نہ کیا اس نے سزا کے طور پر آپ کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ اس قلعہ میں جتنے غیر مسلم قیدی تھے آپ نے ان کو دین اسلام کی تبلیغ کرکے مسلمان کیا۔ جہانگیر نے آپ کی یہ مساعی دیکھ کر آپ کو آزاد کر دیا اور آپ نے اس دور کے نظام حکومت میں اصطلاحات کے ساتھ ساتھ اسلامی تصوف پر ہندوانہ اثرات کو زائل کرکے دوبارہ اسلامی تصوف کا احیاء کیا۔

اسی طرح ایک ہندو سادھو خواجہ معین الدین چشتیa کو ملنے آیا۔ وہ گیان دھیان کا ماہر تھا، اس نے مراقبہ کیا تو دیکھا کہ خواجہ صاحب کا سارا جسم بقعہ نور ہے لیکن دل میں ایک سیاہ دھبہ ہے۔ سادھو نے اس کے بارے میں خواجہ صاحب سے عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے اور اگر تو چاہے تو میرے دل کی یہ سیاہی دھل سکتی ہے۔ سادھو نے عرض کیا کہ آپ حکم کریں میں حاضر ہوں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا اگر تو اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان لے آئے تو میرے دل کا دھبہ ختم ہو جائے گا۔ وہ بہت حیران ہوا لیکن ایمان لے آیا۔ ایمان لانے کے بعد اس نے مراقبہ کیا تو وہ دھبہ نظر نہ آیا۔ خواجہ صاحب نے اسے فرمایا کہ مراقبے کے دوران جو دھبا تمہیں نظر آیا تھا وہ تو خود تھا لیکن جب تو ایمان لے آیا تو تیرا وہ دھبہ دھل گیا اور اب وہ تجھے میرے دل کے آئینہ میں نظر نہیں آرہا۔ (۲۳)

سندھ کے مشہور صوفی بزرگ شاہ عبد الطیف بھٹائی صاحب نے اپنے کلام شاہ جو رسالوں میں بھی اسی موقف کو واضح کیا ہے اور آپ کے پیغام کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں اسلامی عقائد اور اسلامی تعلیمات پر زور ہے اور رسالت ماب ﷺ پر ایمان اور آپ کے ساتھ محبت کو شاہ صاحب عقیدہ کی بنیادوں میں شمار کرتے ہیں، اس کے بغیر کیے گئے دعویٰ کو وہ لاحاصل قرار دیتے ہیں۔ رسول ﷺ سے محبت اور آپ کی زیارت اور عشق رسول کے سلسلہ میں سر کھنبھات میں بیسیوں اشعار موجود ہیں۔

شاہ عبد اللطیف بھٹائی دوسرے مذاہب کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ اسلام سے پہلے کی صدائیں ہیں، اسلام کے پیام کے بعد سارے مذاہب منسوخ ہو گئے۔ اب توحید کے ساتھ رسالب ماب ﷺ کو تسلیم کیے بغیر دعوے عشق کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے۔

اس اعتبار سے شاہ صاحب، ان صوفیائے کرام سے بالکل مختلف ہیں، جو رسول اللہ ﷺ کے عشق و محبت سے اسلامی عقائد کو نکال کر، نجات کے لیے صرف توحید ہی کو کافی سمجھتے ہیں اور رسالت ماب ﷺ کے عقیدہ کو نکال کر، وحدت مذاہب یعنی غیر اسلامی تصوف کی صداقت کے قائل ہیں۔ ان کی رائے میں وحدت مذاہب کا عقیدہ دراصل اسلام کے کامل و مکمل دین کے لیے سم قاتل کی حیثیت رکھتا ہے۔ سارے مذاہب کے رسولوں اور پیغمبروں پر ایمان تو ہمارے عقیدہ کا حصہ ہے، لیکن قرآن وحدیث کے بعد ہمیں سابقہ انبیاء کی تعلیم کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں، اس لیے کہ ختم نبوت کے عقیدہ نے سابق انبیاء کی تعلیمات کو منسوخ کر دیا ہے۔ شاہ صاحب، رسول اللہ ﷺ کی ہستی پر فدا ہیں۔ آپ کے عشق سے سرشار ہیں، اس لیے وہ وحدت ادیاں یعنی صوفی ازم،(Martieism) اور مزید غیر اسلامی تصوف کے تمام نظریات کے مخالف ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات سے وابستگی اور آپ سے عشق کی حد تک محبت اور آپ پر ایمان سے ہی وہ نجات کو وابستہ سمجھتے ہیں۔ (۲۴)

نتائج بحث:

سطور بالا میں اسلامی تصوف کی حقیقت کو روز روشن کی طرح دلائل و برھان کے ساتھ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کیا صوفی ازم Sofism یا Masticism کی بنیاد انبیاء کی تعلیمات اور ان کے ائمہ صحابہ کرام اور ان کی ذمہ داری تبلیغ اسلام کر کے لوگوں کو مسلمان کرنا ہے؟

کیا دور حاضر میں صوفی ازم (Maytiusm) کے داعی اپنے اس نظریہ کی بنیاد قرآن و سنت و سیرۃ رسول ﷺ پر استوار کرتے ہیں، کیا یہ تبلیغ دین کو اپنا شعار بنا کر تمام نوع انسانی کو اسلام کی دعوت دے کر انہیں مسلمان بنانے کے لیے کوشاں ہیں، کیا ان کی زندگی کا مقصود و محور و مرکز رسول اکرم ﷺ سے محبت اور ان کی اطاعت و اتباع میں

ہے، کیا یہ اسلام کو حق اور بقیہ ادیان کو باطل تصور کرتے ہیں۔ کیا یہ غلبہ اسلام اور اسلامی حکومت کی بحالی کے لیے صوفیاء سابقہ کی طرح جدوجہد کرنے کو تیار ہیں۔ اگر نہیں اور واقعتاً نہیں ہیں تو پھر یہ نظریات کچھ اور شے ہیں۔ علوم اسلامیہ کی ایک شاخ علم تصوف نہیں ہے۔ ہمارا علم تصوف ان کے وحدت ادیان اور مختلف مذاہب و نظریات کے ملغوباتی نظریہ کے بالکل برعکس بلکہ کلی طور پر اس کا مخالف ہے۔ ہمارا علم تصوف خالص توحید کا داعی، محبت و عشق رسول کے جذبہ سے سرشار، حکومت الٰہیہ اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کوشاں اور نوع انسانی سے بے پناہ محبت کا عملی ثبوت مہیا کرنے والا ہے۔ (واللہ اعلم)

سفارشات

1. عالم اسلام میں تمام علمی حلقے عشق دوبارہ حقیقی علم تصوف کے آیا کے لئے مسائل کا آغاز کریں تا کہ دوبارہ اشاعت اسلام اپنی حقیقی بنیادوں پر پر ہو سکے۔

2. مسلمانوں کے تمام نام علمی ادارے ارے تصوف کی کی حقیقی تعلیمات نعت اور اور صوفیاء اسلام کے کے کارناموں کو کو اپنے نصاب میں شامل کریں کریں اور اور بقیہ ہم نصابی سرگرمیوں کا کا حصہ بنائیں آئے تا کہ کہ اس گانے علم ان سے آگاہ ہو سکیں۔

3۔ مسلم ممالک کی تمام یونیورسٹیاں کالج، مزید اعلی تعلیمی ادارے مغربی افکار کے حامل وحدت ادیان کے قائل شخصیات سے کنارہ کش ہونے کی کوشش کریں اور صوفیاء کرام کے اصلی افکار کی اشاعت کے لیے بھرپور جدوجہد کریں۔

حوالہ جات:

ا۔ راغب الطباخ۔ تاریخ، افکار و علم اسلامی: ۲/ ۲۰

Raghib Tabakh-e-Tareekh, Afqar o Uloom-e-Islami, p. 2/20

۲۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں الاتقان فی علوم القرآن و تدریب الراوی جلال الدین سیوطی a میں علوم کی تعداد اور تاریخ افکار و علوم اسلامی از علامہ راغب الطباخ میں علوم اسلامیہ کی تفصیل۔

Al-itafaq fi uloom al-Quran wa tadreeb ur Ravi, Jalaluddin Sayuti in uloom ki tadad and taarikh afqar-o-uloom Islamia from Allama Raghib Tabakh

۳۔ مولانا محمد زکریا۔ اکابر کا سلوک و احسان، ۲۱۔ کراچی، آفسٹ پریس ۱۹۸۰

Maulana Mohammad Zakria, “akabar ka sulook o ihsaan” Offset press, 1980, p. 21

۴۔ حوالہ سابقہ، ص۲۸

Ibid, p. 28

۵۔ عظیمی خواجہ شمس الدین۔ احسان و تصوف۔ ۱۸۔۴۔۳۱۔ ملتان شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ زکریا۔ ۲۰۰۴

Azeemi, Khuwaja Sham uddin, Ihsaan o Tasawwuf, deptt. Of Islamic Studies, Zakria University, 2004, p. 4- 18-31

۶۔ علی ہجویری۔ کشف المحجوب۔ مترجمہ مولوی فیروز الدین: ۳۰۔ لاہور۔ فیروز سنز: ۱۹۶۸

Al-Hajveri, Uthman, Kashf al-mahjub, translator Maulvi Feroz uddin, Feroz Sons, Lahore, 1947, p. 30

(A-۶) حکیم سید امین الدین احمد۔ تذکرہ حضرت علی ہجویری: ۷۹، لاہور، مکتبہ شعاع ادب (س۔ن)

Hakeem Saeed Ameen uddin Ahmed, Tazkirah Ali Hajweri, maktabah shuaa e adab, Lahore, p. 79

۷۔ راغب الطباح۔ تاریخ افکار علوم اسلامی: ۲/ ۱۵۲

Raghib Tabakh, Tareekh Afqar e uloom e Islamic, p. 2/152

۸۔ شاہ ولی اللہ۔ اللمعات۔ مترجم محمد سرور: ۴۵۔ لاہور۔ مکتبہ اسلامیہ۔ ۱۹۴۶

Shah Waliulah, al-Lumaat, translator Muhammad Sarwar, maktaba e Islamiat, Lahore, p. 45

۹۔ راغب الطباخ۔ تاریخ افکار و علوم اسلامی: ۲/ ۱۵۲، ۱۴۵

Raghib Tabakh, Tareekh Afqar e uloom e Islamic, vol. 2, p. 145, 152

۱۰۔ تھانوی۔ اشرف علی مولانا۔ شریعت و تصوف: ۸۰۔ لاہور، مکتبہ اشرفیہ: ۱۹۸۰

Thanvi, Maulana Ashraf Ali, Shariat o Tasawwuf, maktaba e ashrafia, Lahore, 1980, p. 80

۱۱۔ دہلوی عبد الحق محدث۔ مرقاۃ شرح مشکاۃ المصابیح۔ ج ۱۔ کتاب الایمان والاحسان۔

Dehali, Abdul Haw Muhaddith, murqat sharab mishqat al-masabeeh, kitab al-imaan wal Ihsan, vol. 1

۱۲۔ صارم عبد الصمد۔ تاریخ تصوف: ۳۵۔ لاہور۔ مکتبہ تعمیر ملت: ۱۹۹۲۔

Saram, Abdul Samad, Tareekh e Tasawwuf, maktaba Tameer Millat, 1992, p. 35

۱۳۔ دہلوی عبد الحق۔ شرح مشکاۃ۔ شرح حدیث جبریلu

Dehlvi, Abdul Haw, Sharah Mishqat, Sharah hadith e jibraeel

۱۴۔ ایضاً۔ مرج البحرین۔ بیان تصوف۔

Ibid, Marj al-bahren, Bayan Tasawwuf

۱۵۔ مکتوبات امام ربانی۔ شیخ احمد فاروقی سرہندی۔ مکتوبات دفتر اول بنام قلیج خان

Sheikh Ahmed Farooqi Sirhandi, Maktubat Imam Rabbani, vol. 1 in name of Qaleesh Khan

۱۶۔ راغب الطباخ۔ تاریخ افکار علوم اسلامی: ۲/ ۴۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۵

Raghib Tabakh, Taarikh afkar e uloom e Islamia, vol. 2, p. 40, 151, 152, 155

۱۷۔ دیکھئے آکسفورڈ انگلش ڈکشنری۔ تشریح لفظ Mystic

Pls refer word “Mystic” Oxford Advanced learner’s Dictionary

۱۸۔ عظیمی خواجہ شمس الدین۔ احسان و تصوف:۳۱۔۳۳مزید دیکھیں، فاروقی ضیاء الحسن آئینہ تصوف،۸۵۔ لاہور۔ تصوف فاؤنڈیشن: ۲۰۰۸

Azeemi, Khuwaja Sham uddin, Ihsaan o Tasawwuf, p. 31-33
For more details, plus refer,
Farooqi, Zia al-Ahsan, Aaina e Tasawwuf, Tasawwuf foundation, 2008, p. 75

۱۹۔ علی ھجویری، کشف المحجوب:۹۷۔

Ali, Hajweri, Kashf al-mahjub, p. 97

۲۰۔ مودودی، تصوف اور تعمیر سیرت:۱۰۷۔

Maududi, Tasawwuf aur Tameer e Seerat, p. 107

۲۱۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، تصوف و تعمیر سیرت:۹۸(منتخب تحریریں، مؤلفہ عاصم نعمانی)اسلامی پبلشر:۱۹۸۰ء۔

Abul Ala Maududi, Tasawwuf aur Tameer e Seerat, (selected writings compiler Asim Nomani) Islamic publisher, 1980, p. 98

۲۲-فاروقی ضیاء الحسن، آئینہ:۱۱۴۔ مزید دیکھیں عظیمی خواجہ شمس الدین۔ احسان و تصوف:۱۸۷

Faruq Zia al-Ahsan, Aaina, p. 114
For more details, plus refer Khuwaja Shams uddin Azeemi, Ihsaan o Tasawwuf, p. 187

۲۳۔ماہنامہ بیداری، حیدر آباد سندھ، ص:۵۲۔۵۳، مدیر محمد موسیٰ بھٹو، جلد ہشتم۔ شمارہ۹۱۔ نومبر ۲۰۱۱ء۔

Muhammad Musa Bhutto, Mahnama Bedaari, Hyderabad , Sindh, vol. 8, issue. 91 Nov. 2011, p. 52-53